20213-لڑکی نے والد کی رضامندی کے بغیر شادی کرلی

سوال

میری بہن نے ایک اچھے مسلمان شخص سے شادی کرلی لیکن اس میں والد کی رضامندی شامل نہیں تھی ، میرے والد–جوکہ دین والے ہیں–نے اس شخص سے شادی کرنے سے اس لیے انکار کیا تھا کہ اس کا اخلاق اچھا نہیں تھا ،جس کی وجہ سے میری بہن نے گھر سے بھاگ کر بغیر ولی کے خود ہی شادی کرلی ، میرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ شادی صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمدللہ

آپ کے والد نے اس برے اخلاق کے مالک سے شادی پر راضی نہ ہوکر ایک اچھا عمل کیا ہے ، کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کے والد کو بیٹیوں اوراپنے اہل وعیال پر ذمہ دار مقرر کیا ہے ،جس کی بنا پر اس پر واجب ہے کہ وہ شرعی طور پر ان کے لیے کوئی اچھا اور بہتر خاوند اختیار کرے ۔

لیکن آپ کی بہن نے ایک کی بجائے کئی ایک غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے جن میں سے کچھ کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے :

ایک غلطی تو یہ ہے کہ اس نے برے اخلاق کے مالک شخص کو اپنا خاوند بنایا ۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ اپنے والدین کے گھر سے بھاگ نکلی جوبڑی خطرناک غلطی ہے ۔

اور سب سے زیادہ خطرناک اور عظیم غلطی یہ ہے کہ اس سے ولی کے بغیر شادی رچالی ۔

اس نے جو کچھ اپنے رب اوراپنے آپ اور گھر والوں کے بارہ میں جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کی حدجاننے کے لیے ان سب غلطیوں میں سے صرف ایک ہی غلطی کافی تھی ، اور جب یہ سب غلطیاں جمع ہوجائیں تو پھر کتنا بڑا شنیع جرم ہوگا ؟

اس شادی کے بارہ میں ہم گزارش کریں گے کہ ایسی شادی باطل ہے اور صحیح نہیں ، کیونکہ شادی میں لڑکی کے ولی کی موجودگی اوراس کی رضامندی رکن ہے اورولی کے ساتھ ہی شادی صحیح ہوگی ۔

ذیل میں ہم قرآن وسنت میں سے اس کے دلائل پیش کرتے ہیں :

1–اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{تم انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو}.البقرۃ(232)

2–اورایک دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا :

.{اور مشرکوں سے اس وقت تک شادی نہ کروجب تک وہ ایمان نہیں لے آتے}.البقرۃ(221)۔

3–اورایک مقام پریہ فرمایا :

.{اوراپنے میں سے بے نکاح مرد وعورت کا نکاح کردو}.النور(32)

ان آیات میں نکاح میں ولی کی شرط بیان ہوئی ہے اوراس کی وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان سب آیات میں عورت کے ولی کو عقد نکاح کے بارہ میں مخاطب کیا ہے اوراگر معاملہ ولی کا نہیں بلکہ صرف عورت کے لیے ہوتا توپھر اس کے ولی کو مخاطب کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی کی فقہ ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح بخاری میں ان آیات پر یہ کہتے ہوئے باب باندھا ہے (باب من قال) "لانکاح الا بولی" بغیر ولی کے نکاح نہیں ہونے کے قول کے بارہ میں باب ۔

احادیث میں سے دلائل :

1–ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا) سنن ترمذي حديث نمبر(1101) سنن ابوداود حدیث نمبر(2085) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر(1881)۔

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن ترمذی (318/1) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ۔

2–اورام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جو عورت بھی اپنے ولی کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے ، اس کا نکاح باطل ہے ، اس کا نکاح باطل ہے ، اور اگر (خاوندنے) اس سے دخول کرلیا تو اس سے نفع حاصل اور استمتاع کرنے کی وجہ سے اسے مہر دینا ہوگا ، اور اگر وہ آپس میں جھگڑا کریں اور جس کا ولی نہیں حکمران اس کی ولی ہوگا) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) سنن ابوداود حدیث نمبر (2083) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1879) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے اسے حسن قرار دیا ہے ، اور ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان (384/9) میں صحیح کہا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی مستدرک الحاکم (183/2) میں صحیح قرار دیا ہے اور اسی طرح علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے ارواء الغلیل (1840) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

اس لیے آپ کی بہن پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی سے اپنے کیے کی معافی مانگے اور توبہ واستغفار کرے ، اور اپنے والد کے پاس واپس آئے اور اس سے بھی معافی طلب کرے ، اور اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ اس کا یہ نکاح باطل ہے اور عقد فسخ ہے جس کی بنا پر اس کا اس شخص کے ساتھ رہنا جائز نہیں کیونکہ وہ اس کا شرعی طور پر خاوند ہی نہیں ہے ۔

کیونکہ جب نکاح ہی صحیح نہیں تو خاوند کیسے ؟ اب یا تو اسے ولی کی رضامندی اور موجودگی میں تجدید نکاح کرانا ہوگا ، اگر ولی مقارنہ اور موازنہ کرکے دیکھے کہ اس کے سوء خلق کے فساد اور اس کے علیحدگی میں کیا خرابی لاحق ہوگی اسے دیکھتے ہوئے اگر وہ ان کے استقرار پر راضی ہوتا ہے تو پھر ولی کی موجودگی میں تجدید نکاح ہو ۔

اور اگر ولی ان دونوں کے استقرار اور اکٹھے رہنے میں راضی نہیں تو پھر ان کا یہ عقد نکاح خود بخود ہی فسخ ہوجائے گا ، اور اس شبہ کو ختم کرنے کے لیے کہ کہیں ان کا آپس میں باطل نکاح باقی نہ رہے اس شخص کو طلاق دینی لازم ہوگی ۔

اور بیٹی پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنے والد کے اختیار کردہ رشتہ پر راضی ہو اور والد کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کے سعادت کے لیے کوئی اچھا اور دین والا رشتہ تلاش کرے جو اللہ تعالی کا ڈر اور خوف رکھنے والا اور اچھے اخلاق کا مالک ہو ۔

واللہ اعلم .